

عمر روال

جماعتِ اسلامی سے میری جان پہچان صرف اور صرف ڈاکٹر وسیم اختر کے ذریعے تھی۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ وسیم اختر مر حوم صاحب میرے لئے جماعتِ اسلامی تھے۔ جن سیاست دانوں سے میں دلی طور پر متاثر ہوا ہوں ان میں وسیم صاحب شائد اول نمبر پر ہیں۔ حد درجہ سادہ اور بہترین انسان۔ بہادر پور سے ان سے میری دوستی شروع ہوئی اور انکی وفات تک قائم رہی۔ ڈاکٹر صاحب جب بھی آتے تو اپنے ساتھ جماعتِ اسلامی کا لٹریچر لاتے۔ میں انتہائی احترام سے وصول کرتا اور اکثر پڑھے بغیر ٹیبل کے کونے پر رکھ دیتا۔ ان کے جانے کے طویل عرصے بعد کبھی کبھی کوئی کتاب ضرور پڑھ لیتا۔ ڈاکٹر وسیم اختر کیا انسان تھا۔ اس پر بات کرنا از مشکل ہے۔ ایم پی اے ہونے کے باوجود انتہائی سادگی سے زندگی گزارنے کو ترجیح دی۔ دنیاوی آلاتشوں سے بہت دور بلکہ کئی نوری تھا۔ اس کا فرق۔ اس موضوع پر بہر حال کسی وقت دوبارہ گزارش کرو دیگا۔ آج تک جماعت کے کسی بھی لیدر سے ملاقات نہیں ہوئی۔ چنانچہ جس وقت فرید پراچہ صاحب کا فون آیا کہ ایڈریس کیا ہے کتاب بھیجا چاہتا ہوں۔ تو یقین مانیے جیرا گئی سی ہوئی۔ پراچہ صاحب کا نام ضرور سنا ہوا تھا مگر میر اتوان سے دور درور کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہر حال ان کی تصنیف شدہ کتاب موصول ہوئی۔ ذاتی تسلیم کے سبب وہ بھی کتابوں کے ایک ڈھیر میں شامل کر لی۔ کل رات ڈھیر میں سے عمر روال نام کی کتاب نکالی۔ پھر اندازہ ہی نہیں ہوا کہ صبح ہو گئی۔ ایک نشت میں پوری کتاب پڑھ دی۔ حد درجہ اچھی اور بہترین تصنیف۔ سادہ شاستہ زبان میں لکھی ہوئی اس تصنیف میں ہمارے ملک کی سیاسی، سماجی اور واقعیتی اساس کی محتاط نش نگاری کی گئی ہے۔ اپنے بچپن سے لیکر آج تک کا سفر اور اسکے متعلق سچ سے گندھی ہوئی باتیں۔ کتاب پڑھ کر حیرت ہوئی کہ سیاسی معاملات میں نکھرا ہوا انسان، زندگی کے جزیات کو کیسے محفوظ کر پایا۔ اب اس کتاب یعنی ”عمر روال“، سے چند اکتسابات۔

میں بھیرہ میں پیدا ہوا لیکن بھیرہ میں میرا قیام صرف پانچویں جماعت تک رہا اور پھر ہم سرگودھا اور بعد میں لاہور منتقل ہو گئے۔ اس کے باوجود بھیرہ آج تک میرے دل و دماغ میں ایک رومانس کے طور پر لستا ہے۔ اسکا لینڈ اسکیپ ہی بہت خوبصورت ہے۔ ایک طرف دریا جہلم بہتا ہے اور یہاں دریا کا پاٹ بہت چوڑا ہو گیا ہے۔ پانی کی سرکش موجودیں اپنی راہیں خود تراشتی ہیں اور یوں دریائی حصوں میں بٹ گیا ہے۔ ادھر سبز کھیت ہیں، پھلدار درختوں کی قطاریں ہیں، کئی فصلیں داد بہار دے رہی ہیں۔ رہٹ چل رہے ہیں اور کنوؤں کا پانی فصلوں کو سراب کر رہا ہے۔ پیچھے کوہستان نمک اور کھیوڑہ کی پہاڑیاں ہیں۔ کھیت باغات پھر دریا اس کے پیچے پہاڑ، ادھر بھیرہ شہر کی اپنی خوبصورتی ہے۔ پورا شہر ایک گولاکی لئے ہوئے ہے۔

بنگلہ دلیش کی نامنظری کے موقع پر پراچہ صاحب لکھتے ہیں۔ اس موقع پر بھی ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا سیاہ رنگت کے ایک صحافی کو دیکھ کر ہم نے قیافہ لگایا کہ یہ کسی افریقی عرب ملک کے صحافی ہیں۔ ہم نے ان کے پاس جا کر بڑی نسقیلی عربی میں اپنے پروگرام کا اظہار کیا ہمارا پوا جملہ سن کر وہ صحافی پنجابی میں بولے۔ ”بھاجی میں تے پی پی آئی دانما سندہ ہاں۔“ اسی درواں ہمیں شیخ مجیب الرحمن کی کارآتی دکھائی دی۔ ہم نے یہ لخت بیز لہر ادیئے، بنگلہ دلیش نامنظر نامنظر کے فلک شگاف نعرے لگائے اور کار کے سامنے سے دوڑتے ہوئے اسمبلی ہاں کی طرف مارچ شروع کر دیا۔ ایک دم فضاء میں پولیس کی سیٹیاں گوئے نہیں اور پولیس کے بے شمار افراد بے تحاشا دوڑ پڑے۔ چنیرنگ کراس کی طرف کھڑے عوام نے ہمیں دیکھ کر نعرے لگائے۔ لیکن پولیس سے مراجحت کا یہ واقعہ مختصر ثابت ہوا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور ہم میں سے ایک ایک کو پکڑ کر گھٹریوں کی صورت میں اپنے ٹرکوں میں پھینک دیا۔ بہر حال ہمارا یہ مظاہرہ بہت کامیاب رہا۔

1977 کی تحریک میں گرفتاری کے متعلق لکھا ہے۔ ادھر عوام کا بھی ایک بڑا مجمع تھا۔ میں نے مظاہرین سے خطاب کیا۔ مظاہرین نے نعرے لگائے۔ پولیس نے معاملہ بگڑتے دیکھا تو ہملا کا لاٹھی چارج کیا اور ہمیں گرفتار کر کے گاڑیوں میں ڈال لیا۔ یہاں گرفتار ہونے والوں میں حاجی محمد یونس، محمد دین چکی

ہنسی خوشی تمام کرنے کو پالنے کے بعد بھی رقم بچا کر بیٹیوں کا جہیز تیار کر لیتیں۔ ایک دو مرے کے گھر میں تمام کرنے کے لئے وسیع جگہ پیدا کر لیتیں۔ مشترکہ خاندان کی نزاکتوں کو حسن تدبیر سے بھا لیتیں، پورے گھر انے کو کھانا کھلا کر خود ہندیا میں سے کھانا کھاتیں۔ مشکلات میں بھی خدا کا شکر ہی ان کے ورزش بان ہوتا۔ ایسی مائیں اب اٹھتی جا رہی ہیں۔ چنانچہ گھروں کے آنکن سونے ہو گئے ہیں۔ اور گھر یوتربیت گا ہیں اجڑگئی ہیں۔ ہماری اماں جان بھی ایک ایسا ہی ادارہ تھیں۔

2008 کے ایکشن کے متعلق لکھا۔ یہ بھی جماعتِ اسلامی کا کمال ہے کہ سنگ ایم این ایز، ایم پی ایز سمیت ایک سو سے زائد امیدواروں کے جو کاغذات نامزدگی جمع کر اچکے تھے۔ انتخابی مہم زورہ شور سے چلا رہے تھے۔ لاکھوں روپے کے اخراجات بھی کرچکے تھے۔ لیکن کاغذات واپس لینے، بایکاٹ کرنے، انتخابی عمل سے باہر نکلنے کا فیصلہ پہنچا تو سوائے دو افراد (محمد حنیف عباسی، فیاض الحسن چوہان) سب نے فیصلہ کی بلا چون وچار پابندی کی۔ کاغذات واپس لئے۔ مہم روک دی جلے منسوخ کر دیئے۔ کارکنان کو مطہر کرنے اور ووڑز کا غصہ ختم کرنے پر لگ گئے۔ آگے درج ہے۔ زندگی کے 70 سال مکمل ہو چکے ہیں۔ لتنی مہلت عمر اور مہلت عمل باقی ہے یہ خالق کائنات کے دائرے علم میں ہے۔ ہمیں تو ہر حال میں شکرا دا کرنا ہے جتنا بھی شکرا دا کریں کم ہے۔ یہ چند سطور صرف اظہار شکر کے لئے ہیں کہ اس حیات ناپائیدار کے لمحہ پل پل پر اللہ کریم کی بے پناہ، بے شمار، بے حد عنایات، حمتیں اور برکتیں ہیں۔ شکر کا حق ادا ہوا تو کجا شکر کے الفاظ ادا کرنے کا حق بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ میرا کچھ بھی نہیں، سب کچھ اس کی کرم نوازی ہے۔ اس کا انعام اس کا عطیہ ہے اس نے بہت کچھ دیا ہے۔

اب آپ خود بتائیے کہ میں کیا لکھوں اور کیونکر لکھوں!